قرآن کالج کی تقسیم اسناد کی پُر وقار تقریب میں
امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب

مرتب : ذیشان دانش خان

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس دینی اور دنیاوی تعلیم کا بہترین سنگم ہے۔ کالج ہذا میں نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ہر سال طلبہ میں علمی ' تحریری ' تقریری ' ذہنی اور جسمانی مقابلے کروائے جاتے ہیں۔ ۲۰/اپریل ۹۹ء کو کالج میں تقسیم انعامات کی پروقار تقریب ہوئی ' جس میں قرآن کالج کے صدر مؤسس اور امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا تھا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز ٹھیک ۱۰ بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ نعت اور کلام اقبال پیش کیا گیا۔ بعد ازاں قرآن کالج کے پرنسپل جناب نجم الزمان صاحب نے کالج رپورٹ پیش کی اور کالج کا تعارف کرایا۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب

مہمان خصوصی اور صدر مجلس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے صدارتی کلمات میں فرمایا کہ میں بہت عرصے بعد کالج کی تقریب میں شریک ہوا ہوں۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ میں قرآن کالج کے اغراض و مقاصد بیان کروں اور یہ کہ یہ دوسرے کالجوں سے منفرد کیوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا ایک Global Village کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس دنیا کو سائنسدان چلا رہے ہیں یا عالم انسانیت کے معاملات کی اصل باگ ڈور علوم عمرانی (Social Sciences) یا علوم انسانی (Humanities) کے ماہرین کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علوم طبیعی (PhysicalSciences) اور مختلف پیشہ ورانہ علوم و فنون کے ماہرین در حقیقت فلسفہ و نفسیات ' معاشیات و سیاسیات ' عمرانیات اور ماہرین قانون کے تابع رہ کر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اب غور کیجئے قائداعظم اور علامہ اقبال سائنسدان نہیں تھے بلکہ وہ مفکرین تھے۔ انہوں نے اپنے نظریات کے ذریعے مسلمانان ہند کی آزادی کی جنگ جیتی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ معاشرہ کفر اور مادہ پرستی میں مبتلا ہے۔ کیونکہ اس معاشرے کو چلانے والے لوگوں کے نظریات الحاد اور مادہ پرستی کی طرف مائل ہیں۔ چنانچہ ہمیں ان تک قرآن کے نظریات کو فلسفیانہ ' حکیمانہ اور مدلل انداز میں پہنچانا ہے اور ان پر یہ حقیقت واضح کرنی ہے کہ اصل مالک ' حاکم اور خالق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہم تو اس کے خلیفہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ آسان کام نہیں۔ کیونکہ اگر آپ پانی کے رُخ پر تیرنا چاہتے ہیں تو یہ بہت آسان ہو گا ' لیکن اس کے مخالف تیرنا بہت مشکل ہوتا ہے ' جب کہ اس سے بھی مشکل کام اس کا رُخ موڑنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ ایسے باہمت نوجوانوں کی کھیپ تیار کی جائے جو قرآن کے علم و حکمت سے بھی واقف ہوں ' اور اس کے ساتھ فلسفہ ' معاشیات اور سیاسیات جیسے عمرانی علوم میں مہارت رکھتے ہوں۔ ایسے باہمت اور علم و حکمت سے آشنا لوگ ہی قرآنی فکر کو عام و خاص تک پہنچا سکتے ہیں۔

آج سے بارہ برس قبل قرآن کالج کے قیام کا مقصد بھی یہی تھا کہ عمرانی علوم اور قرآنی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ ہمیں اُس وقت بھی معلوم تھا کہ ہمیں طلبہ نہیں ملیں گے کیونکہ طلبہ کا رجحان فزیکل سائنس ' مینجمنٹ

سائنس اور کمپیوٹر سائنس کی طرف ہے۔ بلکہ ایسے طلبہ ملیں گے جنہیں دوسرے کالجوں میں داخلہ نہیں ملے گا۔ پھر بھی ہم نے قرآن حکیم کی آیت ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ کے مصداق یہ کالج علیٰ وجہ البصیرۃ قائم کیا تاکہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔ کچھ لوگوں نے قرآن کالج کے نام سے یہ سمجھا کہ یہ کوئی دینی مدرسہ ہے۔ اس لئے ہم نے اب اس کے نام کے ساتھ آرٹس اینڈ سائنس کا اضافہ کیا ہے' جبکہ آج کی تقریب میں یہ جان کر مسرت ہوئی کہ قرآن کالج میں مارشل آرٹس بھی شامل ہو گیا ہے جو ایک لحاظ سے اہم قدم ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے :

ہو صداقت کیلئے جس دل میں مرنے کی تڑپ   پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد نے فرمایا کہ ۱۹۷۶ء میں قرآن اکیڈمی کا قیام علامہ اقبال کے خواب کا پہلا ظہور ہے۔ اس کے بعد اقبال کی مثالی یونیورسٹی کا تصور قرآن کالج کی شکل میں موجود ہے جو رفتہ رفتہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور نظر آ رہا ہے کہ یہ شجر برگ و بار لانے کو ہے۔ قرآن کالج کے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قرآن کالج میں پڑھنے کی وجہ سے ان کا مستقبل تاریک نہیں ہوا بلکہ وہ عمرانی علوم میں سے کسی ایک میں ایم اے کر کے ایجوکیشنل کیریئر اختیار کر سکتے ہیں اور پھر پی ایچ ڈی یا ڈی لٹ وغیرہ کر کے اس شعبے میں قرآن حکیم کی ہدایت و رہنمائی کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کرنے کی دینی ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سی ایس ایس وغیرہ کے امتحانات پاس کر کے حکومت کے انتظامی شعبوں میں خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنی سرکاری حیثیت کے مطابق لوگوں کی دینی رہنمائی اور تبلیغ کا فریضہ بھی سرانجام دے سکتے ہیں یا ایل ایل بی کر کے وکالت کا شغل بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جلد یا بدیر اس ملک میں اسلامی قانون نافذ ہو کر رہے گا۔ اس وقت ایسے ماہرین کی شدید ضرورت ہو گی جو دینی علوم اور قوانین پر میں دسترس رکھتے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ انسان کو اپنا ہدف اونچا رکھنا چاہئے کیونکہ انسان کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے اندر کیا کیا صلاحیتیں ہیں۔ جس طرح زمین کے نیچے موجود خزانے کا حصول زمین کھودنے پر ہی ہو سکتا ہے' بعینہٖ ایک مومن اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو محنت سے بیدار کر کے دین و دنیا میں کامران ہو سکتا ہے۔

بقیہ : دین ابراہیمؑ اور ریاست اسرائیل

ان مباحث سے جو نتیجہ ہم اخذ کریں گے وہ مسلمانوں کے اسرائیل کی یہودی ریاست کو تسلیم کرنے کے نتائج کو ہمارے سامنے واضح کر دے گا۔ (جاری ہے)

حواشی

۱) مصنف کی کتاب "قرآن و سنت میں ربا کی ممانعت" مسجد دار القرآن نیویارک۔ ۱۹۹۷ء' صفحہ ۱۲

۲) اسمٰعیل راجی الفاروقی کی کتاب "اسلام اور مسئلہ اسرائیل" اسلامک کونسل آف یورپ۔ ۱۹۸۰ء / آر گراودی کی کتاب "اسرائیل کا مقدمہ۔ سیاسی صیہونیت کا مطالعہ" شروک انٹرنیشنل۔ ۱۹۸۳ء

۳) مصنف کی کتاب "خلافت' حجاز اور سعودی وہابی قومی ریاست" مسجد دار القرآن نیویارک۔ ۱۹۹۵ء

۴) شرک : القرآن